السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک خاتون جوڈیپریشن کا شکار رہی ہیں اور مسلسل اس کے لیے دوا کا استعمال بھی کر رہی ہیں، اس وقت آٹھ ہفتے کے حمل سے ہیں۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ دواؤں کی بنا پر اس بات کا دو فیصد امکان ہے کہ بچہ معذور یا ناقص الخلقت پیدا ہو۔ اس پر مستزاد یہ کہ ولادت کے بعد ڈیپریشن کے بڑھنے کے امکانات اور زیادہ ہوں گے۔

ان حالات میں کیا وہ اپنا حمل ضائع کر سکتی ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اسقاط حمل اسی لیے منع قرار دیا گیا ہے کہ اس کی بنا پر ایک انسانی جان ضائع ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جنین میں چار ماہ گزرنے پر روح پھونک دی جاتی ہے لیکن نطفہ کے حمل میں استقرار ہوتے ہی اس میں بڑھنے اور پرورش پانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر نطفے کو قدرتی حالات میں چھوڑ دیا جائے تو وہ علقہ (جونک کی مانند کیڑا)، پھر مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) پھر عظام (ہڈیوں کے ہیکل) میں تبدیل ہو کر رہے گا یہاں تک کہ اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ چار ماہ سے پہلے ہی اگر اس کو ضائع کر دیا گیا تو بظاہر ایک ذی مخلوق کو ضائع نہیں کیا گیا لیکن اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے درخت کے بیج کو جو زمین میں درخت اگانے کے لیے دبا دیا گیا تھا، اسے زمین سے کھود کر باہر پھینک دیا جائے۔ یہ بیج اگر زمین کی گود میں دبا رہتا تو وہ پودے کی شکل میں اپنا سر نکالتا اور پھر ایک دن تناور درخت کی شکل اختیار کر لیتا۔

بہر صورت اسقاط حمل عموماً تو ممنوع ہے، خاص خاص حالات میں جائز ہو سکتا ہے۔

لیکن مندرجہ ذیل شروط کا خیال رکھا جائے:

(1) کم از کم دو یا تین ڈاکٹرز اس بات کی رپورٹ دیں کہ اگر بچہ حمل میں باقی رہا تو بوقت ولادت یا ولادت سے قبل ماں کی جان کو خطر ہو سکتا ہے۔

(2) ایسی صورت میں بہتر ہے کہ چار ماہ سے قبل ہی اسقاط کرا لیا جائے تاکہ کم از کم ذی روح مخلوق کو مارنے کا گناہ لازم نہ ہو۔

(3) اگر چار ماہ گزر چکے ہیں اور ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ ہو کہ ماں کی جان کو شدید خطرہ لاحق ہے تو بھی اسقاط کرایا جا سکتا ہے اور اگر ایسا کیا تو قتل خطا کا کفارہ ادا کیا جائے، جس کی تفصیل بعد میں آ رہی ہے۔

یہ بھی اس اصول کی بنا پر برداشت کیا گیا کہ بڑے ضرر سے بچنے کے لیے چھوٹے ضرر کو برداشت کیا جاتا ہے۔

باقی جس صورت کا سائل نے تذکرہ کیا ہے، اس میں ماں یا بچے کی جان کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ اس بات کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ بچہ معذور یا ناقص الخلقت پیدا ہوگا۔ یہ وجہ اتنی قوی نہیں کہ اس کی بنا پر ایک بچے کی دنیا میں آنے سے روک دیا جائے۔ دنیا میں لاتعداد معذور بچے موجود ہیں اور ان کے والدین یا اجتماعی بہبود کے ادارے ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ نہ صرف بچے بلکہ بڑے بوڑھے بھی بعض دفعہ حوادث کی بنا پر معذور ہو جاتے ہیں، تو کیا ان کی معذوری کی بنا پر انہیں موت کے حوالے کر دیا جائے؟

ڈیپریشن ایک بیماری ہے جس کا علاج ممکن ہے، نہ صرف دواؤں بلکہ اللہ کا ذکر اور تلاوت قرآن کثرت سے کی جائے تو اس کا مداوا ممکن ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''عزل،، سے منع فرمایا اور اسے (الوأد الخفی) ''ایک مخفی انداز میں زندہ درگور کرنا،، سے تعبیر فرمایا۔ (صحیح مسلم، النکاح، حدیث: 1442)

روح پھونکے جانے کے بعد حمل ضائع کرنا، قتلِ نفس میں آتا ہے، جس کا تذکرہ اس آیت میں ہے:

مَن قَتَلَ نَفسًا بِغَيرِ نَفسٍ أَو فَسادٍ فِى الأَرضِ فَكَأَنَّما قَتَلَ النّاسَ جَميعًا... ٣٢ ... سورة المائدة

''جو شخص کسی کو قتل کرے، سوائے اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد کرنے والا ہو، تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا۔،، (المائدہ: 5 32)

کفارہ کی تفصیل یہ ہے:

کسی بھی مسلمان کا اگر غلطی سے قتل ہو جائے تو اس میں دیت اور کفارہ ایک غلام آزاد کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ ہو تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھنا واجب ہو جاتا ہے۔

البتہ اگرکسی حاملہ عورت کوچوٹ پہنچائی گئی، جس سے اس کا حمل ساقط ہوگیا توبروایت مغیرہ بن شعبہ نبی ﷺ نے چوٹ پہنچانے والے پرایک غلام (مرد یا لونڈی) دینے کا فیصلہ سنایا۔

لیکن اگرمذکورہ سوال کے مطابق عورت نے خوداسقاط کروایا ہوتوکیااس کا بھی یہی حکم ہوگا؟

ابن قدامہ المغنی میں لکھتے ہیں :

«واذاشربت الحامل دواء فألقت به جنینا فعلیھا غرۃ لاترث منھا شیئاً و تعتق رقبة»

''اگرحاملہ عورت ایسی دواپی لے جس سے حمل ساقط ہوجائے تواس پرایک غرہ (غلام کا دینا) ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔،، (المغنی:12 81)

غلام آزاد کرنے میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک صرف غرہ کا دینا ہی کافی ہے اوراس غرہ کے وارث وہ سب لوگ ہوں گے جواس بچے کے حقیقی وارث تھے، ماسوائے اس عورت کے جس نے اس بچہ کو حمل گراکر ضائع کیا۔

غرہ کی قیمت کے بارے میں لکھتے ہیں : غرہ دیت کے بیسویں حصے کے برابر ہے، یعنی پانچ اونٹ۔ یہ قول حضرت عمر اور حضرت زید سے مروی ہے اوربعد کے علماء میں نخعی، شعبی، ربیعہ، قتادہ اورامام مالک، امام شافعی اوراصحاب الرائے کا بھی یہی قول ہے۔

سورہ نساء کی آیت :92 سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مقتول کے ورثاء اگردیت معاف کردیں توپھر دیت کا دینا واجب نہیں رہتا۔

یہ تفصیل اس لیے لکھ دی گئی ہے تاکہ اس مسئلہ کی وضاحت ہوجائے۔ عام طورپر خواتین اسقاط میں تساہل سے کام لیتی ہیں۔ انہیں علم ہوناچاہیے کہ اگر مجبوری کی بنا پر بھی (جس کا تذکرہ شروع میں آچکا ہے) اسقاط کرایا ہوتواس میں مذکورہ بالا دیت واجب ہوگی اوربقول بعض اہل علم ایک غلام کا آزاد کرنا بھی واجب ہوگااورچونکہ غلام کا دورباقی نہیں رہا ہے، اس لیے اس کے عوض میں دوماہ کے لگاتار روزے رکھنا ہوں گے۔ واللہ اعلم

یہ گزارشات تواصل مسئلہ سے متعلق تھیں، خواتین اسقاط کرانے کےلیے بعض دوسرے اسباب بھی پیش کرتی ہیں، جیسے، نکاح سے پہلے زنا کی بنا پر حمل قرار پاگیا اوراب عورت بدنامی سے بچنے کےلیے بچہ ضائع کرناچاہتی ہے، یعنی قصوراپنا لیکن ایک معصوم کوبلاوجہ قتل کیا جائے۔

ایسی عورت جس سے زبردستی بدفعلی کی گئی اورجس کے نتیجے میں حمل قرارپاگیا یہ عورت اس حمل سے سخت کراہت کرتی ہے لیکن سوچنے کی بات ہے کہ اس میں ہونے بچے کیا قصور ہے۔ فرض کیجیے : آپ کی گود میں کوئی دودھ پیتا بچہ ڈال کربھاگ جاتا ہے توکیا آپ اس بچے کی جان بچانے کی کوشش کریں گے یااسے کسی ندی نالے میں بہا کربھاگنے کی کوشش کریں گے۔

ایسی عورت اگراس حمل سے اتنی ہی متنفر ہے توبچے کی ولادت کے بعد کسی ایسے شخص کے سپرد کردے جواسے گودلینے کوتیار ہو۔ اورہر معاشرے میں بہت سے ایسے بے اولاد جوڑے ہوتے ہیں جوکسی بھی بچے کوگودلینے کےلیے تیار ہوتے ہیں۔ وہ فوسٹر پیرنٹ (پرورش کی غرض سے گودلینے والے ماں باپ) کی حیثیت سے یہ ذمہ داری سبنھال سکتے ہیں جس میں وہ عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

متفرق مسائل، صفحہ:414

محدث فتویٰ